قومی سرمایہ اور ذاتی زندگی

صدیق اکبرؓ کا بیت المال سے جو وظیفہ مقرر کیا گیا تھا وہ ایک عام مہاجر سے زیادہ نہیں تھا۔ عسرت سے گزر بسر ہوتی تھی مگر بیت المال سے ضرورت سے ایک حبہ زیادہ لینا گوارا نہیں تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ تاریخ میں مشہور ہے کہ ایک دفعہ میٹھا کھانا کھانے کے لیے آپ کی اہلیہ نے خواہش ظاہر کی تو صاف فرما دیا۔ اب اس سے زیادہ بیت المال سے نہیں لے سکتا۔ اور جب بیوی پیٹ کاٹ کاٹ کر ایک مدت میں کچھ پیسے اس کام کے لیے بچائے تو یہ حکم لکھ بھیجا۔ اتنی رقم میرے وظیفہ سے کم کر دی جائے کیونکہ اس سے کم میں بھی کسی نہ کسی طرح گزارا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ وہ رقم بھی بیت المال بھجوا دی جو بیوی نے پیٹ کاٹ کاٹ کر بچائی تھی۔

اب حکمران طبقہ میں قومی سرمایہ کی قدر و قیمت اور خود ایسی زندگی گزارنے کا جذبہ کہاں دیکھنے میں آتا ہے اب تو بیت المال کا سرمایہ ذاتی سمجھا جاتا ہے۔ شیر مادر سمجھ کر بلا تکلف جس طرح جی چاہے پیٹ میں اتار لیا جاتا ہے۔ یہ احساس باقی ہی نہیں رہا کہ کل قیامت میں ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے۔ (اسلامی حکومت کے نقش و نگار)

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

۱۶ جولائی ۱۹۷۶ء

۷۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے ؟

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا ۔ قَالَ ۔ لَا ۔

ترجمہ: حضرت صفوان بن سلیم تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مومن بزدل ہو سکتا ہے ؟ فرمایا ہاں ، پھر پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے ؟ فرمایا ہاں ۔ پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے ؟ فرمایا نہیں ۔

اس حدیث میں ایک نہایت حکیمانہ انداز میں ہدایت کی گئی ہے کہ جھوٹ سے بچنا چاہیے ۔ اکثر آدمی طبیعت کے کمزور ہوتے ہیں اور دوسروں کا اثر جلدی قبول کر لیتے ہیں ۔ اسلام میں داخل ہو کر اس کے حکموں پر چلنے سے رفتہ رفتہ سب عیب دور ہو جاتے ہیں لیکن جس کو جھوٹ کا چسکا پڑ گیا ہو تو وہ بڑی مشکل سے چھٹتا ہے ۔

جھوٹ واقعہ کے خلاف ظاہر کرنے کو کہتے ہیں خواہ زبان سے ہو یا کسی فعل سے ۔ زبان سے جھوٹ بولنے کو تو سب جانتے ہیں لیکن غلط کام کرنا اور شکل اچھے آدمیوں کی سی بنائے رکھنا ، پیسہ کی محبت دل میں رکھنا ۔ لیکن ظاہر میں اس سے نفرت کا اظہار کرنا ، ڈرپوک ہو کر بہادروں کی سی شکل بنانا ۔ دوسروں کو پھندے میں پھانسنے کے لیے لمبے چوڑے وظیفے پڑھنا ، غرض ظاہر میں کچھ اور ہونا اور باطن میں کچھ اور ۔ یہ سب جھوٹے کاموں میں داخل ہیں ۔

ظاہر بات ہے کہ اس جھوٹ سے دوسرے دھوکہ کھا جاتے ہیں ۔ اور مالی یا جانی نقصان اٹھاتے ہیں ۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد لازم ہے کہ ایسے کاموں کو چھوڑنے کی سب سے پہلے کوشش کرے ۔ جن سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو ۔ ظاہر باطن ایک جیسا رکھے ۔ ضرورت پڑے تو سچی گواہی دے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے لوگ دھوکہ کھا جائیں ، چالباز ، فریبی ، چور ڈاکو لوگوں کو لوٹنے کے لیے پرہیزگاروں اور عابد زاہد لوگوں کی سی شکل بنانے والے سب جھوٹے ہیں مسلمان کو یہ باتیں زیبا نہیں ۔

ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لقب " الصادق والامین " تھا ۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے بزدل اور بخیل ہونے کا تو امکان ہو سکتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ کوئی مومن بھی ہو اور جھوٹا بھی ہو ۔ اس لیے کہ جھوٹ اور ایمان میں کوئی جوڑ نہیں ۔

باعث مسرت

قارئین خدام الدین کے لیے یہ خبر یقیناً باعث مسرت ہو گی کہ ابتداء اگست ۶۹ء سے آپ کے محبوب پرچہ میں تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں یعنی صفحات ۲۴ کے بجائے ۲۸ ۔ اور اول و آخر کے ۴ صفحات سفید کاغذ پر مشتمل ہوں گے جبکہ قیمت حسب سابق ۵ ، ۷ پیسہ

سیکرٹری انجمن خدام الدین لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
جلد نمبر ۲۲ — شمارہ نمبر ۹
جاری کردہ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز
مدیر مسئول
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
سرپرست التحریر
قائد اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ
مدیر
محمد ضیاء الرحمن علوی
ادارہ تحریر
بدل اشتراک
سالانہ ... ۳۵
ششماہی ... ۱۸
سہ ماہی ... ۹.۵۰
فی پرچہ ... ۰.۲۵

اسرائیلیوں کا شبخون
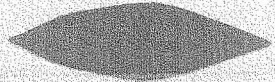
گزشتہ دنوں اس خبر نے ساری دنیا کو اور بالخصوص دنیائے اسلام کو چونکا کر رکھ دیا کہ ظالم و سفاک اسرائیلیوں نے یوگنڈا کے ہوائی اڈہ پر شب خون مار کر نہ صرف اپنے یرغمالی رہا کرالئے بلکہ یوگنڈا کا اڈہ تباہ کر دیا۔ جہاز برباد کر ڈالے اور بے شمار لوگ موت کی نیند سلا دیے۔

جس نے یہ خبر پڑھی اور سنی وہ سراسیمگی کے عالم میں سوچنے لگا کہ اور دوسرے سے پوچھنے لگا کہ واقعی ایسا ہوا ہے؟ ایسا ہو سکتا ہے؟ اسرائیل اتنی قوت کا مالک ہے؟

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایسا ہوا ہے؟ تو اس کا جواب تو واضح طور پہ اثبات میں ہی ہے کیونکہ ایک ہونے والے واقعہ کو جھٹلانا ممکن نہیں۔

ہو سکنے کی بات ہے تو دنیا میں کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ اگر مظلوم اور ستم رسیدہ فلسطینی اردن کے بعد آج لبنان میں شام کے ہاتھوں دکھ سہہ سکتا ہے اور لیبیا سوڈان میں (بقول سوڈان) بغاوت وگڑ بڑ کرا سکتا ہے تو ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ اور پھر جبکہ پڑوسی ملک کینیا کی ہمدردی ظالم اسرائیل کو حاصل ہو اور شب خون مارنے سے قبل اور بعد اس نے اپنا اڈہ ایندھن وغیرہ کے لیے اسرائیل کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہو تو پھر ہو سکنے والی بات اور آسان ہے؟

تیسری بات اسرائیل کی طاقت و قوت والی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی طاقت و قوت سے ہر ایک واقف و آگاہ ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے؟ لیکن اصل بات اس کی قوت و طاقت کی نہیں اصل بات یہ ہے کہ مسلمان کیا کر رہے ہیں اور انہیں کیا کرنا چاہیے تھا؟

یقین کیجیے کہ بہ حیثیت مسلمان ان واقعات پر ہمارا دل بھی خون کے آنسو روتا ہے اور اضطراب و پریشانی کی کیفیت نے لاتعداد مسلمانوں کی طرح ہماری راتوں کی نیند اور دل کا آرام بھی چھین لیا ہے لیکن محض اتنی سی بات سے مسائل حل تو

تو نہیں ہوں گے؟ مسائل حل کرنے کے لیے اور اس تنزل و انحطاط سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہمیں خود اپنا جائزہ لینا ہوگا؟

واقعہ یہ ہے کہ اس جہان کے پروردگار نے اپنے آخری پیغمبر پر جو وحی نازل کی تھی اس میں علی الاعلان کہہ دیا تھا کہ :-

اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ - یعنی اگر اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا - اور اگر وہ تمہارا ساتھ نہ دیں تو ان کے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے؟

اور حق تعالیٰ کی نصرت و امداد اور ان کا ساتھ حاصل کرنے کے لیے جو چیز بنیادی طور پر ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ آخری دین کے اس طرح خادم بن جائیں کہ ان کی زندگیاں اسلام کے سانچے میں ڈھلی ہوں۔ ان کی جبینیں آثار و سجود سے منور ہوں۔ ان کے حالات و واقعات اور سب کچھ خدا کے دین کے لیے وقف ہو اور وہ جئیں تو اسلام کے لیے اور مریں تو اسلام کے لیے - اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ -

لیکن جہاں ایک ارب سے زائد حکومتوں میں کسی ایک جگہ بھی اسلام بہ حیثیت قانون نافذ ہو اور بلند بانگ دعاوی کے باوصف ہر جگہ اپنی خواہشات اور اہل زیغ و ضلالت کے کافرانہ اور ملحدانہ تصورات قانون و اجتماعیت کی بنیاد ہوں۔ آپس میں دعویٰ اتحاد کے باوجود تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰی والی کیفیت ہو؟ اسلام کا نظام تعلیم و تربیت یکسر مفقود ہو، اسلامی اخلاق و کردار کی جگہ دنیا بھر کی خرابیاں اور برائیاں اس کی زندگی کا لازمہ ہوں؟ قدرت کے عطا کردہ وسائل قومی صلاح و فلاح اور دفاع کے بجائے تعیشات پر خرچ ہوں اور لمبی لمبی کاروں، ٹی وی، ریڈیو اور جلیبر جیسی چیزوں کو فخر و مباہات کی بنیاد قرار دے لیا گیا ہو۔ اسلام کا استخفاف، اہل دین کی بے حرمتی عام ہو، اخبارات و رسائل بدعقیدگی، بے عملی اور بدعملی اور اس سے آگے بڑھ کر اسلامی اقدار کی توہین کے دھندا میں مشغول ہوں جیسا کہ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبید اللہ انور نے اپنے گزشتہ خطبہ جمعہ میں مفکر ظریف نامی کسی بے لگام کا وہ خط پڑھ کر سنایا جو جنت سے لکھا گیا ہے اور ایک پاکستانی پرچہ میں شائع ہوا - اس میں منکرین کا مذاق "قلمی دنیا کی برتری" حوران جنت کی تذلیل جس طرح کی گئی ہے اس کی کھلا کافر بھی جسارت نہیں کر سکتا -

ایسے میں آپ خدا کی نصرت اور اس کے ساتھ کو کیونکر حاصل کر سکیں گے؟ اور جب یہ نہیں ہوگا تو پھر آپ ربع مسکون کے مالک بن جائیں، قارون کی دولت آپ کے پاس آجائے، امریکہ و روس کے اسلحہ کے ذخائر آپ کے قبضہ میں ہوں، ان کے جدید سائنسی ساز و سامان خود کار مشینیں حتیٰ کہ سب کچھ آپ کا ہو لیکن جب نصرت خداوندی سے محرومی ہوگی تو زوال و ادبار سے ہی پالا پڑے گا کامیابی و کامرانی کبھی نصیب نہ ہوگی -

جو خدا "بدر" کے میدان میں اجتہادی لغزش پر اپنے امداد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور حنین کے میدان میں "ذرا سی بات" پہاڑ بن جاتی ہے اور آج اس ماحول و معاشرہ میں کیسے امداد کرے گا جبکہ چاروں طرف خود پاسبان حرم حرم کی بنیادیں اکھاڑنے میں مصروف ہوں جب مصطفیٰ علیہ السلام کی غلامی کے مدعی وہ اعمال کریں کہ شیطان بھی شرما جائے ایسے میں یوگنڈا میں اسرائیل کا شب خون مارنا، لبنان کی خانہ جنگی، فلسطینیوں کا شامیوں کے ہاتھوں برباد ہونا، اور سوڈان میں لیبیا کی شہ پر انقلاب و بغاوت کی کوشش تو معمولی واقعات ہیں - ایسے میں تو ہمیں مٹ جانا چاہیے - اور اجتماعی طور پر برباد ہو جانا چاہیے - لیکن محمد علیہ السلام کا خدا محمد کریم علیہ السلام کی دعاؤں کے صدقہ اس صورت حال سے ہمیں بچا کر ڈھیل پر ڈھیل دے رہا ہے یہ ہم ہیں کہ ہم نے ڈھیل سے فائدہ اٹھانے کے بعد رنگ رلیوں اور مستیوں میں اس کو ضائع کرنا اپنا وطیرہ بنا لیا ہے ایسے میں کسی بھلائی کی توقع عبث اور کسی بہتری کا سوچنا خیال خام!

آئیے اپنی جبینیں خدائے عظیم و برتر کے حضور جھکا کر جو ہو چکا اس کی معافی مانگیں آئندہ کے لیے اس کی توفیق کے بل بوتے پر اس سے نیکی و خوبی کا وعدہ کریں - ایسے میں تھوڑے ہو کر جیت ہمارا مقدر ہوگی کیونکہ جیت کا تعلق اس کی نصرت سے ہے افراد کی کثرت و قلت کا اس میں کوئی

(باقی صفحہ [illegible])

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : ادارہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

دشمن بھی اعترافِ حقیقت پر مجبور ہیں

شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدھم

بعد الحمد والصلوٰۃ :

بزرگانِ محترم ، معزز خواتین ! گزشتہ چار، پانچ جمعوں سے خلیفہ بلا فصل ، جانشین رسول ؐ سیدنا صدیق اکبر رضؓ کے طرزِ زندگی ، حالاتِ زندگی اور واقعاتِ زندگی بیان کرتا آرہا ہوں ۔ درمیان میں ایک جمعہ پر چند تجاویز اور تدابیر اُن فسادات کو روکنے کے لیے پیش کی تھیں جو ملک کی مختلف مساجد میں کج فہم اور کم علم مولوی حضرات نے عوام کو لڑانے اور حکومت کی شہ پہ عوام کو ایک دوسرے سے بھڑانے کے لیے بپا کیے ہوئے ہیں ۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ کے حالات زلفِ یار سے زیادہ دراز ہیں جتنا بھی ان کا تذکرہ کیا جائے دل کو سکون اور روح کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے لیکن وقت کم ہونے کی بناء پر زندگی کے مختلف کارنامے بیان کرنے ہیں ۔ گویا اس سلسلہ میں یہ آخری جمعہ ہے ۔

یہ جمادی الاخریٰ کا مہینہ ہے ۔ اس مہینہ میں سیدنا صدیق اکبر رضؓ بیمار ہوئے اور اسی ماہ کی ۲۲ ، تاریخ کو آپ نے اس دنیا سے کوچ فرمایا ۔ آپ کے فضائل و مناقب ، محاسن و کمالات ہم کیا بیان کر سکتے ہیں جبکہ دنیا کے سب سے بڑے خطیب ، ہادی اور رہنما امام الانبیاءؑ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ کے کمالات بیان فرما گئے ہیں ۔ آپ ؐ نے ایک موقعہ پر خصوصیت سے فرمایا ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَکْرَہُ فَوْقَ سَمَائِہٖ اَنْ یُخَطَّأَ اَبُوْبَکْرٍ ۔ اللہ آسمان پر اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ابوبکر رضؓ خطا کریں ۔ حضرت عمر رضؓ اور حضرت

ایک مرتبہ حضور ؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپ ؐ نے دونوں کو خطاب کر کے فرمایا ۔ تم دونوں اگر کسی مشورے پر متفق ہو جاؤ تو مَیں اس کی مخالفت نہیں کروں گا ۔

عمرو بن العاص رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور ؐ سے دریافت کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے ؟ فرمایا ۔ " عائشہ " (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) فرماتے ہیں مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مردوں میں کون محبوب ہے ۔ فرمایا ۔ " عائشہ کا باپ " ۔ یعنی سیدنا صدیق اکبر رضؓ) ۔ بلکہ آپ نے اپنے بعد سیدنا ابوبکر رضؓ کی خلافت کی جانب ایک واقعہ کے ضمن میں یوں اشارہ فرمایا ۔ جب ایک عورت آپ ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ۔ آپ ؐ نے اس سے فرمایا پھر آنا ۔ اس نے عرض کیا ۔ اگر مَیں آؤں اور آپ ؐ کو نہ پاؤں تو کیا کروں ۔ روایت میں الفاظ آتے ہیں اِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِ اَبَابَکْرٍ ۔ اگر تُو مجھے نہ پائے تو ابوبکر رضؓ کے پاس آنا ۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

نطق مبارک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جس کی شان میں یہ الفاظ نکلے ہوں ۔ اس کی شان ہم سے کب بیان ہو سکتی ہے ۔ پھر بھی اپنے لیے توشۂ آخرت کے طور پر ان کی زندگی کے چند کارنامے عرض کیے دیتا ہوں ۔

حضور ؐ کی رحلت ہوتی ہے ۔ آپ ؐ کی وفات حسرت آیات کا واقعہ جہاں دوسرے صحابہ کرام رضؓ کے لیے باعث رنج و ملال تھا ۔ وہاں ابوبکر صدیق رضؓ کے لیے حضور ؐ کی جدائی سے زیادہ اور کوئی بڑا صدمہ تصوّر

میں بھی نہیں آ سکتا۔ حضورؐ کی آنکھیں بند ہونے کی خبر سے صحابہ کرامؓ حیران و پریشان اور ششدر و مبہوت تھے۔ سیدنا عمر فاروقؓ جیسا عاقل و دانا بھی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ ایسے موقعہ پہ عقل و حواس کو قابو میں رکھنا اور لوگوں کو یقین دلانا کہ واقعی حضورؐ اس جہان سے پردہ فرما چکے ہیں صرف صدیق اکبرؓ کا کام تھا۔ اس موقعہ پر آپ حضرات سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دو جملے خصوصیت سے یاد رکھیں ایک یہ کہ جسد نبویؐ کے پاس آ کر پیشانی مبارک کو بوسہ دے کر فرمایا۔ "آپؐ پر دوبارہ موت نہیں آئے گی دوسرے وہ خطبہ دیکھیے جو اس کے بعد ہی مسجد نبویؐ میں آ کر دیا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّهُ حَيٌّ لَا يَمُوتُ۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ. أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔

یہ ایک حصہ ہے آپ کے خطبہ کا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "تم میں سے جو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ آپؐ کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ وہ اللہ زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا، محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ اگر آپؐ وفات پائیں یا قتل ہوں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟"

دنیا کے کسی بڑے سے بڑے خطیب کو لائیے کیا وہ ایسے موقع پر ایسا بلیغ، فصیح اور جامع خطبہ دے سکتا ہے؟ نہیں قطعاً نہیں، یہ صرف صدیق اکبرؓ کا مقام تھا۔ تب ہی تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ والی آیت سن کر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ہم نے یہ آیت اس سے پہلے کبھی تلاوت ہی نہیں کی تھی۔

اس موقعہ پر حضورؐ کا وہ ارشاد جو آپؐ نے صدیق اکبرؓ کے بارے میں فرمایا تھا پیش کرنے کو جی چاہتا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مَا صَبَّ اللّٰهُ شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ۔ خدا نے میرے سینے میں کوئی ایسی بات نہیں ڈالی جو میں نے ابوبکرؓ کے سینہ میں نہ انڈیل دی ہو۔ آپؐ کا یہ ارشاد قرآن کی اس آیت کی دراصل تفسیر ہے فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ کی۔

آپ نے حضرت عمرؓ کی التماس اور درخواست سے قرآن کو جمع کیا بین الدفتین۔ اور یہ کام بہت بڑا اہم تھا جس کا نتیجہ اور ثمرہ یہ ظاہر ہوا کہ مشرق سے مغرب تک تمام مسلمانوں میں قرآن مجید شائع ہو گیا۔ اور اس کے بعض مشکل مقامات کو اپنے خطبات میں حل بھی کیا۔ اس طرح آپ نے امت کی ایسی علمی اور عملی خدمت انجام دی جس کا فیض قیامت تک جاری رہے گا۔

حضورؐ نے اپنی وفات سے پہلے پانچ ہزار کا ایک لشکر جس کے سردار حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے۔ رومیوں سے مقابلہ کے لیے شام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ لشکر ابھی کچھ ہی دور گیا تھا کہ حضورؐ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے عرب میں پھیل گئی۔ اس خبر وفات نبویؐ کے عام ہوتے ہی ہر طرف بغاوت اور ارتداد کے فتنے بری طرح پھیلنے شروع ہو گئے، مرکز کو سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ سب صحابہ کرامؓ نے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسے دانا و بینا شخص نے بھی آپ کو یہ رائے دی کہ آپ سب سے پہلے مرکز کو مضبوط بنانے کے لیے مدینہ طیبہ اور اس کے گرد و نواح میں جو چھوٹے چھوٹے فتنے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ان کی سرکوبی کے لیے ابھی لشکر اسامہؓ کو مدینہ طیبہ سے باہر کہیں نہ بھیجیے بلکہ اندرون ملک کے تمام فتنوں کا سر کچل دیجیے۔

یہ بات نہایت وزنی اور معقول تھی۔ اسی وجہ سے سب صحابہ کرامؓ اس بات کی تائید و توثیق فرما رہے تھے لیکن نبیؐ جیسی ممتاز شخصیت کا دست راست اور ہمراز بے انتہا بصیرت رکھنے والا ابوبکر صدیقؓ واحد فرد تھا جس کی رائے سب سے جدا، سب سے مختلف اور سب سے انوکھی تھی۔ آپؓ نے صحابہ کرامؓ کو

مخاطب کر کے فرمایا "حضورؐ نے جس لشکر کو جس
مہم کے لیے تیار فرمایا تھا یہ اسی مقصد کے لیے
ضرور روانہ ہو گا"

سب صحابہ کرامؓ آپ کے دہن مبارک سے نکلے
ہوئے ان الفاظ کو سن کر ورطۂ حیرت میں
ڈوب جاتے ہیں۔ اور ہر ایک یہ سوچنے لگتا ہے
کہ یہ تو مرکز کو کمزور کرنے والی بات ہے۔ سب
کی رائے ایک طرف اور ابوبکر صدیقؓ کی رائے
ایک طرف۔ تن تنہا اپنی بات پر ڈٹ جاتے ہیں۔
حقیقت میں جس چیز کو ابوبکرؓ کی نگاہ دیکھ رہی
تھی صحابہ کرامؓ کی نظروں سے وہ حقیقت اوجھل
تھی

بالآخر آپ کے اصرار پر لشکر اسامہؓ کو روانہ
کر دیا جاتا ہے۔ آپ خود حضرت اسامہؓ کے
گھوڑے کی لگام پکڑے مدینہ طیبہ سے باہر چھوڑنے
تشریف لاتے ہیں۔ لشکر اسامہؓ کو اس مہم پر بھیجنے
سے دو زبردست فائدے ظاہر ہوئے۔ ایک تو
رومیوں کا سیلاب وہیں سرحد شام پر روک لیا گیا
کیونکہ وفات نبویؐ کے بعد اہل اسلام پر ان کا یلغار
اور اچانک حملہ کر دینا بالکل قرین قیاس تھا۔ دوسرا
عظیم فائدہ یہ ہوا کہ مرتدین ان مسلمانوں کا یہ حوصلہ
دیکھ کر خود پست ہمت ہو گئے۔ ان کے قوی جواب
دے گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ مسلمان تو ایسے بلند ہمت
اور عالی حوصلہ ہیں کہ روم جیسی جابر و طاقت ور
قوت سے ٹکراتے رہے ہیں۔ ہم ان کے سامنے پرکاہ
کی بھی حیثیت نہیں رکھتے وہ تو ہمیں اپنے گھوڑے
کے قدموں کے نیچے ہی روند ڈالیں گے۔ ادھر آپ
نے فوجی دستے مرتدین کی سرکوبی کے لیے بھیج دیے
اور تھوڑے ہی عرصہ میں یوں سارا فتنہ ختم ہو گیا۔
اس اقدام کی جرأت اور جرأت سوائے ابوبکرؓ
کے اور کون کر سکتا تھا۔ شاعر نے کتنی حسین
تصویر اس واقعہ کی پیش کی ہے ؎

باطل حق کے آگے اڑ سکتا تھا؟
ظالم عادل سے جھگڑ سکتا تھا؟
اقدام مسیلمہ پہ حیرت کیوں ہو؟
کذاب ہی صدیقؓ سے لڑ سکتا تھا!

مؤرخین اپنی کتابوں میں یہ بات لکھتے ہیں کہ
غزوۂ بدر کے بعد یمامہ کا معرکہ سب سے بڑا معرکہ
تھا۔ اس معرکہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے
صرف خالد بن ولیدؓ کے بھیجنے پر ہی اکتفا نہیں
فرمایا تھا بلکہ بڑے بڑے جرنیل، نامور صحابہ کرامؓ
جو بدر وحنین کے معرکے سر کر چکے تھے ان کو بھی روانہ
فرمایا۔ مہاجرین کے دستے کے سردار حضرت ابو حذیفہؓ
اور عمر فاروقؓ کے بھائی زید بن خطاب تھے۔ جب کہ
انصار کے دستہ کی قیادت حضرت ثابت بن قیس کے
ہاتھ میں تھی۔ حضرت خالدؓ جب لشکر اسلامی کے ساتھ
یمامہ پہنچے تو مسیلمہ کذاب اپنے ساٹھ ہزار لشکر کثیر کو
لے کر لڑنے کے لیے نکلا۔ بعض روایات میں لشکر
کی تعداد چالیس ہزار بھی ذکر ہے۔ جب فیصلہ کن
جنگ ہو چکی تو مؤرخ طبری کا بیان ہے قلعہ کے اندر
اور باہر مسیلمہ کذاب کے دس ہزار آدمی مارے گئے
خود مسیلمہ کذاب حضرت وحشیؓ کے ہاتھوں واصل جہنم
ہوا۔ مسلمانوں کے ۱۲۰۰ مجاہدین شہید ہوئے۔

ایسا ہی آپ کی استقامت اور استقلال کا وہ
واقعہ بھی شاہد عدل ہے جب حضورؐ کی وفات کے
بعد عرب کے بعض قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار
کر دیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے خلاف
جہاد کرنے کا حکم دے دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا
کہ یا امیرالمؤمنین! وہ لوگ تو نمازیں پڑھتے ہیں، روزے
رکھتے ہیں، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت
کو مانتے ہیں۔ ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ مسلمانوں
کے قبلہ کی طرف ہی رُخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ کیا
ان سب باتوں کے باوجود بھی آپ ان کے خلاف
جہاد کریں گے؟ تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ میں ان
کے خلاف ضرور جہاد کروں گا۔ یہ لوگ اگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اونٹ کی رسی زکوٰۃ میں
ادا کرتے تھے۔ اگر وہ اس کے دینے سے انکار کریں
تب بھی میں ان کے خلاف جہاد کروں گا اور وہ رسّی

لے کر چھوڑوں گا۔ اگر تم مجھ سے سارے جدا بھی ہو جاؤ تو میں قحافہ کا بیٹا اکیلے لڑوں گا۔ اس لیے کہ یہ لوگ اگرچہ کافر نہیں لیکن اسلام کے بنیادی رکن کی بجا آوری میں لیت و لعل اور پس و پیش سے کام لے رہے ہیں۔

آپ کی زندگی کے یہ حالات و واقعات اور آپ کی سیرت کے یہ سنہری کارنامے ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ منکرین ختم نبوت کے خلاف آپ کا جہاد کرنا اور اپنے بارہ سو جاں نثاروں کو شہادت کی موت سے ہمکنار کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ کا یہ فیصلہ انتہائی درست اور صائب تھا اور اگر صدیق اکبرؓ کے نقشِ قدم پر چل کر مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت کے ساتھ بھی وہی معاملہ پاکستان بنتے ہی روا رکھا جاتا تو ۱۹۵۳ء کی تحریک اٹھتی اور نہ موجودہ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں سینکڑوں مسلمان پابند سلاسل ہوتے۔ لیکن پاکستان کی مسند اقتدار پہ آج تک جو بھی حکمران آئے انھوں نے نام تو اسلام کا لیا، قوم کے حقوق کی پاسداری کا لیا، عوام کی خدمت اور بھلائی کا لیا۔ لیکن درحقیقت یہ لوگ اپنے مفادات کے تحفظ میں کوشاں رہے، غیر ملکی طاقتوں کے ہاتھوں میں کھیلتے رہے۔

مجھے مہاتما گاندھی کی وہ بات یاد آتی ہے۔ پاکستان بنتے وقت جہاں مسلم لیگ کے قائدین یہ کہہ رہے تھے کہ پاکستان میں اسلامی قوانین رائج کیے جائیں گے۔ خلفاء راشدین کے نظام کا احیاء ہوگا۔ اسی طرح جب گاندھی سے پوچھا گیا کہ آپ کون سا نظام یہاں اپنے ملک میں رائج کریں گے تو انھوں نے جو غیر مسلم ہونے کی حیثیت سے بات کہی وہ سننے کے قابل ہے۔ اپنے اخبار "ہری جن" ۱۷ جولائی ۱۹۳۹ء کے پرچہ میں وہ لکھتے ہیں:

"مجھے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مثال پیش کرنے دیجئے۔ رام اور کرشن کو جانے دیجئے۔ یہ اس وقت کے نام ہیں جب تاریخ ہی موجود نہ تھی۔"

گاندھی نے جو بات کہی تھی اس میں وہ کتنا مخلص تھا اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ اصل بات تو ہمارے حکمرانوں کی ہے جو رات دن اسلام کا نام استعمال کرتے ہوئے شرم تک محسوس نہیں کرتے کہ خود ان کا کردار ان کے قول کی نفی کرتا ہے یہ نام تو ابوبکرؓ و عمرؓ کی سادگی کا لیتے ہیں لیکن کروڑوں روپے ان کے ایک محل پر صرف ہو جاتے ہیں۔ نام تو عوام کی خدمت کا لیتے ہیں۔ لیکن عوام کا خون چوسنے میں دن رات مصروف ہیں مہنگائی کی تلوار غریب عوام کی گردن پہ لٹکی ہوئی ہے۔ یہ لوگ آزادی تحریر و تقریر کا نغمہ دن رات الاپتے ہیں لیکن ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور تمام ذرائع ابلاغ کا گلا گھونٹ دیا ہے اور وہ صرف برسر اقتدار جماعت کی خوشامد اور پروپیگنڈے کے لیے وقف ہو کر رہ گئے ہیں۔ دن دہاڑے سیاسی قتل ہو رہے ہیں کوئی پرسان حال نہیں۔ اغوا اور ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن آواز "امن و امان بحال ہے" کی سنائی دیتی ہے۔ اور تو اور ان کی دست برد سے جو چند دینی ادارے اور مساجد محفوظ تھیں۔ اب ان کو بھی سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس کی تازہ مثال مسجد نور بمع مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی ہے۔

لیکن ہماری ارباب اقتدار سے یہی ایک گزارش ہے کہ وہ اپنے مستقبل کی فکر کریں۔ اگر یہاں ایوب خاں کی آمریت نے دم توڑ دیا اور یحییٰ خاں کی خرمستیاں باقی نہیں رہیں تو آپ بھی ساری عمر داد عیش دینے میں مشغول نہیں رہ سکتے۔ آپ کو بھی ایک دن خدا کے قہر اور عوام کے غضب کا نشانہ بننا ہوگا۔

اللہ تعالےٰ حق بات سمجھنے اور کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

امام العلماء حضرت لاہوری قدس سرہٗ

(ٹیپ سے نقل)

علمی جواہر پارے

۴

علامہ نور الحسن
پروفیسر اورینٹل کالج - لاہور

الحمد للہ کہ درسِ قرآن حکیم کا اب پندرھواں سال جا رہا ہے۔ جب ہم نے درس کا آغاز کیا تھا تو ہمارے احباب کہتے تھے کہ صاحب! بیس منٹ کی پابندی سے آپ درس دیتے رہیں گے تو یہ کب ختم ہوگا؟ ہم نے کہا تھا کہ یہ کب ضروری ہے کہ محبوب کی منزل تک ہی پہنچے۔ یہ غنیمت ہے کہ اس راہ میں جان دے دے۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ صاحب جی چاہتا ہے کہ جس کام کو شروع کیا ہے اس کو ہم اپنی زندگی میں انجام تک بھی پہنچا دیں۔ الحمد للہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ۲۰ منٹ میں برکت عطا فرمائی اور دس سال میں قرآن حکیم ختم ہو گیا۔ اب دوسرا دور چل رہا ہے جو تیرھویں پارہ میں سورۂ ابراہیم تک پہنچا ہے۔

ہمارے احباب کی ہمیشہ یہ خواہش رہی اور بالخصوص وہ لوگ جو باہر سے کبھی آتے ہیں مثلاً بہاولپور، رحیم یارخان یا ادھر کیمبل پور اور جہلم سے جو ہمارے پرانے شناسا ہیں یا بعض حضرات جو کبھی اتفاق سے نماز کے لیے آجاتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کا تقاضا ہوتا ہے کہ کوئی طبع شدہ چیز ہمیں مل جائے تو بڑی سہولت ہوتی لیکن ہمارے پاس ایسے ذرائع اور وسائل تھے نہیں۔

اب الحمد للہ کہ انجمن خدام الدین نے یہ بات اپنے ذمہ لے لی ہے اللہ تعالیٰ انجمن خدام الدین کے امیر مولانا عبید اللہ انور اور اس کے دوسرے ارباب بسط وکشاد کو جزائے خیر دے، اور جزائے خیر دے ظہور بھائی کو، (ظہور صاحب مالک عنایت موتی چور ہاؤس انار کلی لاہور جن کی کوشش سے یہ درس ٹیپ ہو کر ہم تک پہنچتا ہے) انجمن نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ انہوں نے اپنے رسالہ خدام الدین میں درس کو شائع کرنا شروع کیا ہے۔

سورۂ یوسف سے انہوں نے طباعت کا آغاز کیا ہے۔ اور اس کا عنوان ہے "احسن القصص" میں نے درس کو جو طبع ہوا ہے تجزیۃً دیکھا کہ ایڈیٹر صاحب یعنی مرتب کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ اس چیز کو نقل کرنے میں جو ٹیپ ہوئی ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ حرف بحرف انہوں نے اس کو نقل کیا، اس کو دیکھ کر آپ بآسانی اندازہ کر سکتے ہیں کہ میں نے کیا کہا؟

جو لوگ باقاعدگی سے درس میں نہیں آسکتے ان کے لیے سہولت ہو گی۔ اسی طرح جو حضرات باقاعدگی سے شریک تو ہوتے ہیں لیکن کسی دوسرے وقت دہرانا تازہ کرنا چاہیں تو ان کے لیے بھی سہولت ہے۔ جو کانوں سے سنا جاتا ہے وہ محو ہو جاتا ہے اور جو لکھا جاتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

تو گویا اب آپ کے لیے سہولت ہو گئی، کہ خدام الدین نے اس درس کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے اس وقت جو پرچہ میرے سامنے ہے اس کے صفحہ ۱۴ پر پہلا درس ہے اور یہ باقاعدگی سے انشاء اللہ شائع ہوتا رہے گا۔

اس وقت جیسا کہ عرض کیا سورۂ یوسف سے

آغاز ہوا ہے اور اس کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نحن نقص علیک احسن القصص ، اسی احسن القصص کو عنوان بنایا گیا ہے۔

ابھی آپ جب درس حدیث سے فارغ ہو کر تشریف لے جائیں گے تو آپ کو دروازہ پہ یہ رسالہ مل جائے گا۔ اس کی قیمت صرف پچھتر پیسے ہے۔ اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس کے باقاعدگی سے خریدار بن جائیں۔ پچھتر پیسے کوئی قیمت نہیں۔ اس میں جو دوسرے مضامین ہیں سب دینی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارا اور آپ کا جو عقیدہ ہے عین اس کی ترجمانی ہے۔

آپ میں سے جو مخیر حضرات ہیں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ایک پہ کفایت نہ کریں بلکہ حسب توفیق ایک سے زائد خریدیں اور ان میں سے ایک اپنے مطالعہ کے لیے رکھیں۔ مطالعہ کے بعد فائل بناتے چلے جائیں اور جب فائل پوری ہو جاتے تو جلد کروالیں اور باقی پرچے ایسے لوگوں تک پہنچائیں جو پڑھنا تو جانتے ہیں لیکن خرید نہیں سکتے۔ اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیں گے۔

دوسرا میرے سامنے یہ پمفلٹ ہے اس کا نام ہے اصلی حنفیت۔ بہت سارے عقاید ایسے ہیں جو میرے اور آپ کے ہیں لیکن جب کسی سے بات ہوتی ہے اور اختلاف نظر آتا ہے تو بات کرنے کے لیے ہمارے پاس دلائل نہیں ہوتے۔ آپ اس رسالہ اصلی حنفیت کو پڑھئے جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کو محفوظ کر لیجئے تھوڑے عرصہ بعد پھر تجدید کر لیا کیجئے۔ زیادہ صفحات نہیں محض ۰۹ صفحات ہیں بلکہ اصل رسالہ کے صفحات ۴۶ ہیں باقی تقاریظ ہیں۔ بہت اچھی بات ہے کہ آپ اپنے عقائد کے بارے میں اس سے دلائل حاصل کر لیں اور ہدیہ لکھا ہے کل ۶۰ پیسہ

دوسرا رسالہ ہے گلدستہ صد احادیث نبویؐ۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ ہمارے مشائخ اور علماء کے یہاں معمول ہے کہ وہ چالیس احادیث و اقوال نبی جمع کرتے ہیں ، یہ جو مجموعہ ہے اس میں ۱۰۰ اقوال نبی ہیں ، طباعت نہایت عمدہ ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ حرکات وغیرہ بالکل صحیح ہیں۔ ترجمہ بہت صحیح اور تشریح و نتیجہ بالکل درست ہے۔

(پھر علامہ صاحب نے مثال کے طور پہ ایک حدیث اور اس کا ترجمہ اور تشریح پڑھ کر سنائی۔ اور فرمایا: آپ نے اندازہ لگایا کہ کتنی عام فہم زبان ہے)

بلکہ میں اپنے نوجوان شرکاء درس سے گزارش کروں گا کہ یہ تمام کی تمام احادیث جو بالکل صحیح ہیں ان کو یاد کر لیں۔ ان میں سے بعض پہ لکھا ہے متفق علیہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔ بعض صرف صحیح بخاری سے اخذ کی گئی ہیں تو بعض صرف مسلم سے۔ القصہ سب احادیث صحیح ہیں اور طویل نہیں بلکہ مختصر ہیں۔ اور نوجوانوں کو چاہیے کہ ۱۰۰ نہیں تو ۵۰ تو ضرور یاد کر لیں۔

ہمارے ڈاکٹر قاری افتخار احمد صاحب جو ان دنوں لیبیا میں ہیں جب میڈیکل کے سٹوڈنٹ تھے تو اپنے ساتھ باقاعدگی سے درس میں دوسرے رفقاء کو لاتے ان میں ایک نوجوان تھے انہوں نے ایک مرتبہ مجھے امتحان دیا تو معلوم ہوا کہ میڈیکل کا طالب علم ہونے کے باوجود اسے مشکوٰۃ کا بڑا حصّہ ازبر ہے اور افسوس ہے ہم پر کہ ہم اپنے کاروبار وغیرہ کے بارے میں متعدد چیزیں یاد رکھیں لیکن حدیث اور قرآن کا کوئی حصّہ یاد نہ ہو۔

یہ تیسرا پمفلٹ ہے اس کا نام ہے مسلمان عورت کے فرائض۔ سب پڑھیں اور عورتیں بہرحال ضرور پڑھیں کہ اس میں ان کے فرائض کا ذکر ہے۔

بہرحال آپ یہ سب چیزیں خریدیں اور استفادہ کریں۔

نوٹ : علامہ صاحب نے جن رسائل کا ذکر کیا ہے وہ امام العلماء حضرت لاہوریؒ کے تحریر کردہ ہیں۔ اور محض لاگت پر انجمن خدام الدین لاہور سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

حاجی کمال الدین لاہور ۹

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کو سرکہ بہت پسند تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ سرکہ بہترین سالن ہے۔ زہدم جرمی کہتے ہیں کہ ہم ابو موسیٰ اشعریؓ کے مہمان تھے۔ آپ کے سامنے مرغی کا گوشت لایا گیا تو حاضرین میں سے ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ کہنے لگا میں نے مرغی کو گندی چیز کھاتے دیکھا ہے اس لئے میں نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ یہاں دسترخوان پہ آجاؤ کہ میں نے حضورؐ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

یعنی تیری طبیعت میں جو کراہت ہے وہ شریعت کے خلاف ہے اس لئے تم مرغی کھالو اور قسم توڑنے کا کفارہ دے دو۔ حضرت ابو سیدؓ فرماتی ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا زیتون کا تیل کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی اس لئے کہ وہ خدا کے فرمان کے مطابق بابرکت درخت کا تیل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے سالن کا سردار نمک ہے۔ اس لئے کہ ہر طرح کے سالن اور ترکاریاں بغیر نمک کے بالکل ہی بدمزہ ہیں۔ ہرن یا بٹیر کا بہترین گوشت ہوتا ہے۔ اگر اس میں بھی نمک نہ ڈالا جائے تو اس کی ایک بوٹی بھی کھانا محال ہے۔ اور نمک میں ایک خوبی یہ بھی ہے۔ کہ اس کو اگر پیس کر روٹی پر چھڑک لیا جائے تو روٹی باآسانی کھائی جاسکتی ہے۔ ورنہ بغیر اس کے روٹی کا ایک لقمہ بھی نگلنا مشکل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں کہ حضور کو کدو بہت مرغوب تھا۔ آپؐ کے سامنے جب کھانا لایا گیا۔ تو میں برتن میں سے تلاش کر کے کدو کے قتلے حضورؐ کے سامنے رکھتا جاتا تھا کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ آپ کو کدو بہت پسند ہے۔ حضرت انسؓ ہی کا بیان ہے۔ کہ ایک درزی نے حضورؐ کی دعوت کی۔ میں بھی آپ کے ہمراہ دعوت میں شریک ہوا۔ اس شخص نے حضورؐ کے سامنے جو کی روٹی۔ کدو اور گوشت کا شوربہ پیش کیا۔ میں نے دیکھا حضورؐ پیالے کے ہر طرف سے کدو کے قتلے تلاش کر کے نکال رہے ہیں۔ بس اس دن سے مجھے بھی کدو بے حد مرغوب ہوگیا۔ اس لئے کہ یہ میرے آقا کا مرغوب کھانا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرات اصحابہ کرامؓ تو حضورؐ کے سچے عاشق تھے اپنے محبوب آقا کی ہر حرکت اور ادا کی نقل اتارنے اور آپ کی ہر سنت کی پیروی کرنے میں انتہائی خوشی اور لذت محسوس کرتے تھے۔ اسی لئے حضرت انسؓ کو کدو ہمیشہ کے لئے مرغوب ہوگیا۔ یہاں یہ مسئلہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کدو چونکہ حضورؐ کو بہت ہی مرغوب تھا۔ اس لئے کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ مقابلے میں یہ بات کہے کہ میں کدو ناپسند کرتا ہوں ورنہ ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ نے تو ایسے شخص کے متعلق قتل کا فتویٰ دے دیا تھا۔ کیونکہ آپ کے نزدیک وہ حضورؐ کی پسند کو ناپسند کہنے کی وجہ سے مرتد ہو گیا تھا۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ حضورؐ کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھا۔ اور سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے حلوہ بنوا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضور نے اس کو پسند فرمایا یہ حلوہ آٹے شہد اور گھی سے بنایا گیا تھا کیونکہ اس زمانہ میں کچھ دستور نہ تھا۔ اس لئے میٹھی چیز عموماً شہد یا کھجور سے بنائی جاتی تھی۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کے سامنے بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا آپ نے اس میں سے کھایا اور تازہ وضو کئے بغیر کھڑے ہو کر نماز پڑھ لی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسے ہمارے امام حضرت ابو حنیفہ رحؒ کا مذہب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن حارث رحؒ فرماتی ہیں۔ کہ ہم نے حضورؐ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مسجد میں کھانا پینا جائز ہے بشرطیکہ اس کے ریزے مسجد کے فرش پر نہ گریں۔ اسی طرح پینے کی چیز مسجد کے فرش پر نہ گرے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ مجھے ایک مرتبہ حضورؐ کے ہمراہ کسی کا مہمان بننے کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؐ کے سامنے بھنا ہوا ہاتھ پیش کیا گیا۔ آپ چھری لے کر اس میں سے میرے لئے

کاٹنے ہی لگے تھے، کہ حضرت بلالؓ نماز کی اطلاع دینے کے لئے آگئے حضورؐ چھری رکھ کر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور بادل ناخواستہ ارشاد فرمایا اس کے ہاتھوں پر مٹی پڑے اسے کیسے وقت سوجھی۔

اس وقت بھوک کی وجہ سے حضورؐ کی طبیعت کچھ کھانے کو چاہتی تھی اور کھانے کی چیز بھی حسب منشا تھی اس لئے ذرا ناگواری کا اظہار فرمایا ایسے وقت حضرت بلالؓ کو چاہیئے تھا کہ حضورؐ کو کچھ تھوڑا بہت کھا لینے دیتے اور پھر نماز کی خبر کرتے اور یہ مسئلہ بھی ہے کہ جب بھوک خوب زوروں پر لگی ہوئی ہو۔ اور ادھر جماعت بھی تیار ہو تو پہلے کھانا کھالے تاکہ اس کا کھانا بھی نماز بن جائے، کیونکہ کھانے کے وقت اسے نماز کا خیال رہیگا اور جماعت چھوڑ دے تاکہ اس کی نماز کھانا نہ بن جائے کہ نماز میں کھانے کی بابت سوچتا رہے۔ حضورؐ اس بھنے ہوئے ہاتھ میں سے چھری کے ساتھ بوٹی کاٹ کر حضرت مغیرہؓ کو دینا چاہتے تھے اس لئے چھری استعمال فرمائی اگر خود کھاتے تو چھری سے ہرگز نہ کاٹتے بلکہ دانتوں سے نوچتے جیسا کہ اگلی حدیث میں صاف صاف ارشاد ہو رہا ہے چھری سے آپ نے کاٹا تو ہے مگر کھایا ہاتھ سے ہے۔ اس لئے حضورؐ تو اپنے ہاتھوں سے کھانے کو باعث تبرک سمجھتے تھے۔ اسی لئے تو بعد میں اپنی انگلیوں کو تین دفعہ چاٹتے تھے، لیکن افسوس ہے آج کل کی نئی روشنی کے لوگوں پر کہ وہ اپنے پیارے نبی کی سنت کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں بلکہ مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ تو ندیدہ ہے۔ اچھا میں اور تو کچھ نہیں کہتا صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ جن کافر اقوام اور اسلام کے کھلے دشمنوں کی سنتوں کو تم اپنائے ہوئے ہو تو پھر یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ حشر بھی تمہارا اُن ہی کے ساتھ ہوگا۔ اب بھی وقت ہے۔ توبہ کر لو۔ مالک حقیقی خوش ہو کر معافی دے دے گا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں کچھ گوشت لایا گیا اور اس میں سے ہاتھ کا ٹکڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپؐ اپنے دندان مبارک سے اُسے نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ کیونکہ آپؐ کو ہاتھ کا گوشت بہت ہی پسند تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے لئے ہانڈی میں دستی پکا کر ایک دستی حضورؐ کی خدمت میں پیش کی۔ حضورؐ نے تناول فرما کر فرمایا۔ لاؤ دستی۔ میں نے دوسری بھی دے دی۔ آپؐ نے پھر فرمایا لاؤ دستی۔ میں نے عرض کیا حضورؐ بکری کی دو ہی دستیاں تو ہوتی ہیں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر تو خاموشی کے ساتھ مجھے دستیاں دیتا جاتا تو میں جتنی دفعہ مانگتا اتنی ہی دستیاں اُس ہانڈی میں سے نکل آتیں۔ یہاں حضورؐ کو معجزہ دکھانا مقصود تھا مگر افسوس کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے ذرا جلد بازی سے کام لے کر حضورؐ سے سوال کر دیا جس سے بنا بنایا کام خراب ہو گیا۔ اور معجزے کا ظہور ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اور یہاں کوئی یہ بھی نہ سمجھے کہ حضورؐ کو کھانے کا زیادہ لالچ تھا۔ نہیں بلکہ معجزہ دکھانا مقصود تھا کہ رسولوں کو پیدا کرنے والا خدا اپنے رسولوں کی خوشی، ان کی مرضی، ان کی دلداری اور خواہش پوری کرنے کے لئے بعض اوقات خلاف عقل اور نہ ہونی باتوں کا بھی ظہور فرما دیتا ہے۔ وہ صرف ایک ہانڈی سے بکری کے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ بے شمار ہاتھ نکال سکتا ہے۔ وہ ایک پیالہ دودھ سے ہزاروں کے پیٹ بھر سکتا ہے اور وہ حضورؐ کے دست مبارک سے پانی نکال کر ایک بہت بڑے لشکر اور اس کی سواریوں کی پیاس بجھا سکتا ہے۔

حضرت اُم ہانیؓ حضورؐ کی چچا زاد بہن فرماتی ہیں کہ حضورؐ ایک مرتبہ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے میں نے عرض کیا حضورؐ اور تو کچھ نہیں البتہ ایک سوکھی روٹی اور سرکہ موجود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جس گھر میں سرکہ ہو۔ وہ گھر سالن سے خالی نہیں کہلاتا۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ جہاں تعلقات خوب گہرے ہوں، بے تکلفی بھی خوب ہو تو وہاں سے فرمائش کر کے کوئی چیز کھا پی لینے میں کوئی مضائقہ نہیں دوسرے یہ کہ یہاں حضورؐ کی شکر گزاری اور دوسروں کی دلداری کا بھی پتہ چلا کہ روکھی سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا پا کر خوشی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اور اپنے میزبان کی دلداری کے لئے فرما رہے ہیں، کہ ماشاء اللہ تمہارا گھر تو بڑا آسودہ اور خوشحال ہے، الحمدللہ کوئی غربت اور ناداری نہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا بھر کی عورتوں پر عائشہؓ کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

عرب میں ثرید کو سب سے بڑھیا اور بہترین کھانا سمجھا جاتا تھا۔ یہ مزے دار اور لذیذ بھی ہے۔ اور جلدی ہضم ہونے والا ہے یہ شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر بنا لیا جاتا ہے تو جس طرح عرب والوں کے ہاں دنیا کا کوئی دوسرا کھانا ثرید کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اسی طرح سارے جہاں کی عورتیں فضیلت وعظمت میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضورؐ نے پنیر کا ایک ٹکڑا کھا کر وضو فرمایا۔ پھر دیکھا تو بکری کی دستی کھا کر بھی وضو فرمایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ پنیر کھانے سے پہلے ہی آپ بے وضو ہو چکے تھے اس لئے بعد میں وضو فرمالیا کیونکہ ہر وقت باوضو رہنا آپ کا معمول تھا۔ اور گوشت کھاتے وقت آپ پہلے ہی وضو سے تھے۔ اس لئے تازہ وضو کی ضرورت نہ سمجھی کیوں کہ گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں، کہ حضورؐ نے اپنی بیوی سیدہ صفیہؓ کا ولیمہ ستو اور کھجور سے کیا۔

سبحان اللہ سادگی اور بے تکلفی کی حد ہو گئی۔ ستو اور کھجور سے ولیمہ، ہمارے ہاں ستو شدت کی گرمی میں کوئی غریب غربا پی لیتا ہوگا اور کھجور رمضان المبارک میں روزہ کشائی کے لئے تو دکھائی دے جاتی ہے۔ اس کے بعد کوئی بھی نہیں پوچھتا، اگر ہم لوگ ان دونوں چیزوں سے ولیمہ کر کے حضورؐ کی اس مردہ سنت کو ادا کریں تو لوگ مذاق اڑائیں اور ولیمہ کھانے کو کوئی بھی نہ آئے آپ یقین کیجئے کہ آج کل ہمارے ولیمے، نکاح ختنے اور شادیاں مصیبت بنی ہوئی ہیں، ایک معمولی سی خوشی پر امیر گھرانے فضول خرچی کی حدیں توڑ کر خدا اور رسول کو ناراض کرتے ہیں۔ اور غریب لوگ قرض لے کر ناجائز رسم ورواج کرتے اور جھوٹی مالداری کا رعب جماتے ہیں، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج اگر ہم پھر اس سادگی کی طرف لوٹ جائیں اور اپنی تقریبات میں ناجائز تکلفات چھوڑ دیں۔ تو ہماری یہی دنیا جنت کا نمونہ بن سکتی

حضرت ام منذرؓ کہتی ہیں کہ حضورؐ حضرت علیؓ کے ہمراہ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے ہمارے گھر میں کھجور کے خوشے ٹنگے ہوئے تھے، حضورؐ اور حضرت علیؓ اس میں سے لے کر کھانے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا اے علیؓ ذرا توقف کرو اس لئے کہ تم ابھی ابھی بیماری سے اٹھنے کی وجہ سے کمزور ہو حضرت علیؓ تو چپکے سے بیٹھ گئے، اور حضور کھاتے رہے۔ ام منذرؓ کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جو اور چقندر سے کر پکائے، حضورؐ نے فرمایا اے علیؓ تو یہ کھاؤ یہ تمہاری حالت کے موافق ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ میرے پاس تشریف لاتے اور پوچھتے کو ناشتے کی چیز ہے میں جواب دیتی نہیں

آپ فرماتے تو پھر روزہ رکھ لیتا ہوں، ایک دن اسی طرح تشریف لائے تو میں نے کہا حضور ایک ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے آپ نے پوچھا کیا چیز ہے۔ میں نے کہا حیس ہے (ایک قسم کا حلوہ جو گھی پنیر اور کھجور سے بنایا جاتا تھا) آپ نے فرمایا، میں نے تو روزہ کا ارادہ کر لیا تھا۔ تاہم آپ نے اس میں سے کچھ کھا لیا اور نفلی روزہ توڑ دیا۔ غالباً بعد میں اس کی قضا دے دی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضورؐ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیکر اس پر کھجور رکھ لی اور فرمایا یہ اس کا سالن ہے، گویا روٹی پیٹ میں اتارنے کے لیے چوڑے تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں موقع کے مطابق جسطرح بھی آسانی کے ساتھ کھانا حلق سے اتارا جا سکے اتارے اسی طرح کھجور کے ساتھ جب روٹی کھائی جا سکتی ہے تو تکلف کر کے وقت اور پیسہ کیوں ضائع کیا جائے اس کی بجائے یہی پیسہ کسی کار خیر میں لگایا جائے تو آخرت کا ذخیرہ بن جائے۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضور کو ہانڈی اور پیالے کی تلچھٹ یا نیچے کا بچا ہوا کھانا بہت مرغوب تھا۔ مرغوب ہونے کے علاوہ اس میں یہ حکمت بھی ملحوظ ہوگی، کہ خلق نبوت کا مظاہرہ کرنے کے لئے پہلے دوسروں کو کھلانے کا موقع مل جاتا تھا۔ بعد میں بچا کھچا صبر وشکر کے ساتھ نوش فرما لیتے۔

عبدالعزیز بن صہیبؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ لہسن کے بارے میں آپ نے حضورؐ سے کیا سنا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے، جو اسے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے

غالباً اس سے کچا مراد ہوگا، کیونکہ اس کی بدبو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے آپؐ نے منع فرما دیا کہ تازہ اور کچا لہسن کھا کر مسجد میں نہ آؤ۔

معدان بن ابی طلحہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! تم دو ایسی چیزیں کھاتے ہو جنہیں میں تو خبیث ہی سمجھتا ہوں یہ لہسن اور پیاز ہیں۔ میں حضورؐ کے زمانے میں دیکھتا تھا۔ کہ اگر کسی کے منہ سے ان کی بو آرہی ہوتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کے مسجد سے نکلوا کر بقیع میں پہنچا دیا جاتا تھا۔ پس جس شخص نے یہ چیزیں ضرور کھانا ہو تو اسے چاہئے کہ ان کو خوب اچھی طرح پکا کر کھائے حضرت ام ایوبؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضور کے لئے کھانا پکایا اس میں کوئی بدبودار سبزی بھی تھی (غالباً وہ پیاز ہوگا)، تو حضورؐ نے کھانے سے یہ کہہ کر انکار

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

پیشکش : جناب ظہور احمد صاحب　(۴۴)　ترتیب : علوی

احسن القصص

افادات : حضرت مولانا علامہ نور الحسن صاحب پروفیسر اورنٹیل کالج، لاہور۔

سورۃ یوسف : آیت ۵ - رکوع ۱ - قال یا بنی لا تقصص الآیہ سے !

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ -

حقیقت یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی سرگزشت میں پوچھنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ -

وہ وقت یاد رکھنے کے لائق ہے جب انھوں نے کہا کہ یوسفؑ اور یوسفؑ کا بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ محبوب اور عزیز ہے حالانکہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔

اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ -

بے شک ہمارے والد صریح غلطی میں ہیں۔

اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ -

دیکھو، یوسف کو مار ڈالو یا اسے جا کر کہیں پھینک آؤ۔ اس صورت میں تمہارے والد کا رخ تمہارے لیے صاف ہو جائے گا اور اس کے بعد توبہ کر کے تم نیک بن سکتے ہو۔

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ

کہنے والے نے کہا کہ اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو دیکھو یوسفؑ کو قتل نہ کرو، اسے کسی اندھیرے کنوئیں میں پھینک دو، کوئی قافلہ اسے اٹھا لے جائے گا۔

قال یا بنی الآیہ۔ اس سے پہلے آپ سن چکے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا تھا، انھوں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند یہ میرے ساتھ سجدے کر رہے ہیں، اس کی تعبیر واقع میں وہی تھی جو خواب کے بتانے کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے سمجھی۔ گیارہ ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی۔ کیونکہ یہ خود بارہ بھائی تھے۔ جیسا کہ آپ سماعت فرما چکے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویوں کے بطن سے بارہ بیٹے ہوئے۔ چھ لیاہ کے بطن سے دو زلفی کے بطن سے دو بلحار کے بطن سے اور دو راحیل کے بطن سے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اور بن یامین حقیقی بھائی۔

جیسے سوتیلے بھائیوں کی آپس میں کشید گی برابر رہتی ہے، بہرحال اسی طرح کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا اور اپنے باپ سے بیان فرمایا۔ جب بیان کیا تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ اس خواب کا اپنے بھائیوں سے تذکرہ نہ کرنا۔ آپ نے غور فرمایا کہ کل کے درس میں میں نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے رایت احد عشر کوکبا میں خواب نہیں بلکہ بیداری مراد لی ہے ان

کے لیے یقیناً وقت پیش آئے گی جہاں کہا گیا ہے لا تقصص رؤیاک۔ کیونکہ رؤیا کے معنی دیکھنے کے ہیں۔ رؤیا کے معنی خواب کے ہوتے ہیں۔

وہ جو بیداری میں دیکھنا ہوتا ہے۔ اسے رؤیت کہتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اپنے بھائیوں سے اس خواب کا تذکرہ نہ کرنا۔ اس لیے کہ اس کی تعبیر واضح ہے گو کہ وہ نیک نہیں، نبی تو کسی صورت نہیں۔ نیک بھی نہیں۔ لیکن خاندان نبوت کی رگ ان کے اندر کام کر رہی ہے وہ بھی اس کی تعبیر سمجھ جائیں گے اس لیے ان سے تذکرہ نہ کرنا۔ ایک بھائی بن یامین ہیں جو تمہارے حقیقی بھائی ہیں، ان سے بھی اس کا تذکرہ اس لیے نہ ہونا چاہیے کہ کہیں غلطی سے دوسروں سے تذکرہ نہ کر دیں ورنہ ویسے اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ بہر حال "تذکرہ نہ ہو۔ ورنہ فیکیدوا لک کیدا" وہ تمہیں آفت میں پھنسانے کے لیے ضرور کوئی تدبیر نکالیں گے، ضرور کوئی چال چلیں گے، وہ خواب کی تعبیر سمجھ جائیں گے۔ وہ اس بات پر غور نہیں کریں گے کہ اگر یوسفؑ نے خواب دیکھا ہے اور اس کی یہ تعبیر ہے تو اسے بہر حال پورا ہونا ہے۔ جو اللہ کے یہاں مقدر ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ لیکن آپ غور فرمایئے۔ دشمنی میں انسان کہاں تک نکل جاتا ہے اور دشمنی میں کہیں تک نکل جانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے ذہن میں عقل اور دماغ بیکار ہو جاتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے خلاف کوئی تدبیر کریں۔

ان الشیطن للانسان عدو مبین یہ تو جانتے ہی ہو کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ جب تم اس خواب کا ان سے تذکرہ کرو گے تو شیطان ان کے ذہن میں ان کے دماغ میں طرح طرح کے وسوسے ڈالیگا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ بہک جائیں گے اور معلوم نہیں تمہارے لیے کیا مصیبت کھڑی کریں؟ البتہ یہ تم نے جو خواب دیکھا بہت مبارک ہے اور تمہاری یہ مبارکباد ی صرف اس خواب تک نہیں بلکہ مستقبل میں اللہ سبحانہ و تعالے تمہیں اور بڑا مقام اور بڑا مرتبہ دیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام میں ابتدا ہی سے رشد و ہدایت کے آثار ہویدا تھے۔ جیسا کہ آپ سماعت فرما چکے تھے اور یہی وجہ ہے کہ تورات میں تو اس کی صراحت ہے تھی کہ والد ان کو زیادہ چاہتا تھا اور باقیوں کو زیادہ نہیں چاہتا تھا اصل اس لیے کہ یہ شریف بہت تھے، سلیم الطبع بہت تھے اور تورات میں یہ تھا کہ وہ چغلیاں کھایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے بھائیوں کی ان سے دشمنی ہو گئی۔ حالانکہ یہ غلط ہے جس نے آگے چل کر پیغمبر ہونا ہے اس نے بچپن میں بھی ایسی کوئی حرکت نہیں ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تورات کے وہ تتمے اور وہ ضمیمے اور وہ تحریفیں جو انسانوں نے اس کے اندر شریک کر دیں، اس کا کرشمہ ہے۔

تو فرمایا کہ بیٹا جس طرح اللہ تعالے نے تمہیں یہ خواب دیکھنے کی توفیق دی۔ اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہارا انتخاب کریں گے۔ اللہ تعالے تمہیں نبوت سے نوازیں گے۔ اور و یعلّمک من تاویل الاحادیث اور تمہیں خوابوں کی تعبیر کا علم دیں گے۔ یہ تو میں نے آپ سے جو عرض کیا ترجمہ ہے۔ اس وجہ سے ہے کہ تاویل احادیث کی ترکیب عربی میں تعبیر خواب کے لیے استعمال ہوتی ہے، پھر اس وجہ سے کہ آگے چل کر آپ سماعت فرمائیں گے کہ کچھ لوگوں نے کچھ خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے آ کر ان کی تعبیر دریافت کی ہے اور انہوں نے اس کی صحیح تعبیر بتا دی ہے۔ ورنہ اس لفظ کو خواب تک محدود رکھنا درست نہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں تمام باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھا دیں گے۔

ہر بات کا کیا ٹھکانہ ہے؟ ہر بات کا کیا مطلب ہے؟ اس کے اندر کیا نتیجہ چھپا ہوا ہے؟ چاہے وہ خواب کی بات ہو یا بیداری کی؟ اللہ تعالے تمہیں اس کا مزاج اور ملہ عطا فرمائیں گے۔

ویتم نعمتہ علیک الآیہ اللہ تعالیٰ تم پر اور یعقوبؑ کی اولاد پر اپنے انعام کو تمام کریں گے۔ (آل یعقوب کا ترجمہ ہم نے یعقوبؑ کا گھرانہ کیا) آپ غور فرمائیے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ

نہیں فرمایا - وعلیٰ آلی بلکہ اپنا نام لیا اور کہا آل یعقوب، آل یعقوبؑ کا مطلب وہی ہے جو بنو اسرائیل کا ہے - بنو اسرائیل میں اسرائیل حضرت یعقوب کا لقب ہے - بنو اسرائیل کا مطلب ہے بنو یعقوب یعنی آل یعقوب (علیہ السلام)

بیٹا! اللہ تعالیٰ تمہیں مرتبہ نبوت سے نوازیں گے بیداری یا خواب میں جو باتیں ہوں گی کوئی تم سے دریافت کرے گا تم ان کی تہہ تک پہنچ کر اس کا نتیجہ بتا دو گے - اللہ تعالیٰ تم پر بھی اپنی نعمت کو مکمل کریں گے اور یعقوب کے گھرانے پر بھی!

جس کو اللہ نے یوسفؑ جیسا بیٹا دیا ہے توقع رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو چار چاند لگا دیں گے۔

اور یہ کوئی ایسی نعمت اور بات نہیں ہے جس کا آغاز تم سے ہو یا مجھ سے ہو۔ بلکہ اللہ کا سلوک ہمارے خاندان سے ابتدا سے ایسا رہا ہے - ابراہیم علیہ السلام جو تمہارے پردادا تھے وہ خلیل اللہ تھے اور کہنا چاہیے کہ ابو الانبیاء تھے - حضرت ابراہیمؑ کے ایک بیٹے حضرت اسحٰقؑ ہیں - اللہ نے انہیں بھی مرتبہ نبوت سے نوازا - اسحٰقؑ کے صاحبزادے یعقوب علیہ السلام ہیں وہ خود بھی اور مرتبہ یہ کہ بنو اسرائیل میں جتنے بھی نبی ہوئے سب آل یعقوبؑ میں ہیں -

بیٹا! اس بات کی توقع رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم پر انعام مکمل کریں گے - جس طرح اس سے پہلے تمہارے پردادا اور دادا پر اپنا انعام مکمل کیا اور انہیں برگزیدہ کیا اور نبوت و رسالت سے سرفراز کیا۔

اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ - حضرت یعقوبؑ کے بارہ صاحبزادے تھے - بارہ میں سے صرف یوسفؑ کا انتخاب نبوت کے لیے کیوں ہوا؟ اس لیے کہ آپ کا رب علیم ہے، سب باتوں کا جاننے والا ہے کہ کون کس کی صلاحیت رکھتا ہے، کون کتنی استعداد رکھتا ہے؟ کون کس بات کے لائق ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کی استعداد کے مطابق اسے نوازتے ہیں اور پھر جو کرتے ہیں اس پر شاکر رہنا چاہیے۔

اس لیے کہ گو ہماری سمجھ میں اس کی حکمت نہ آئے کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ لیکن اس میں حکمت ضرور ہوتی ہے - اس لیے تمہارا خدا سب باتوں کا جاننے والا اور ہر کام میں حکمت و مصلحت کا لحاظ رکھنے والا ہے -

شیخ المشائخ مولانا محمدؒ انوری لائلپوری

حافظ عبدالقادر انور، پتوکی

شیخ المشائخ استاد الاساتذہ مولانا محمد انوری لائل پوریؒ اس زمانے کے بہت بڑے بزرگ صاحب دل عارف اور عالم دین اور کبار اولیاء اللہ میں سے تھے۔ آپ ۲۵ر مئی ۱۹۰۱ء مطابق ۶ر صفر المظفر ۱۳۱۹ھ بروز شنبہ موضع اگی" تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا فتح دین صاحب اپنے علاقے کے ممتاز عالم دین اور متدین بزرگ تھے اور استاذ المحدثین قامع شرک و بدعت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد رشید۔ پیدائش سے ساتویں دن آپ کے والد گرامی نے نومولود کا عقیقہ کیا جس میں اس زمانے کے اکابر علما و اہل اللہ مولانا محمد سکنہ کوٹ بادل، حضرت حافظ محمد صالحؒ (والد گرامی راس الاتقیاء زبدۃ الصلحاء مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری سکنہ چک ۱۱۔ ۱۱۔ ایل و یادگار سلف حضرت پیر جی عبداللطیف صاحبان) بانی جامعہ رشیدیہ اور مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب شریک ہوئے اور مولود کے لئے درازیٔ عمر اور نیک بختی کی دعا فرمائی۔ نیز حضرت گنگوہیؒ کے خلیفہ مولانا محمدؒ سکنہ کوٹ بادل خاں نے نومولود کا نام اپنے نام پر محمد رکھا۔ مولود کی عمر ابھی صرف چھ ماہ کی ہو گی کہ ان کے والد مولانا فتح دینؒ کو ضلع لائل پور میں کچھ زمین مل گئی۔ جب مولانا فتح دین لائل پور روانگی کے لئے ریل پر سوار ہوئے تو مولانا محمد سکنہ کوٹ بادل کی وفات کی خبر ملی۔ مولانا محمد دین صاحب نے لائل پور تشریف لا کر کچھ عرصہ بعد اپنے بیٹے محمد کو اسی گاؤں کے ایک استاد حافظ محمد عمر جالندھری کے پاس تعلیم کے لئے بھیجنا شروع کر دیا آپ نے اپنے اعلےٰ ذہن اور بہترین حافظے کی بناء پر صرف پانچ برس کی عمر میں ناظرہ قرآن پاک ختم کر لیا۔ اس دوران سکول بھی جاتے رہے جب آپ چھٹی جماعت میں ہوئے تو آپ کے والد مکرم مولانا فتح دین صاحب نے اپنے بیٹے محمد کو فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھانی شروع کیں۔

تعلیم کے دوران محنت

تعلیم کے دوران آپ کی محنت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اپنا سبق روزانہ ایک سو ایک بار یاد کرتے جس کی وجہ سے فارسی کتابیں آپ کو حفظ ہو گئیں۔ پھر اس سے اگلی کتابیں پڑھانے کے لئے آپ کے والد گرامی قدر آپ کو رائے پور ضلع جالندھر حضرت مفتی اللہ کی خدمت میں لے گئے اور حضرت کے سپرد کر آئے آپ اس دوران آسمان علم و عمل کے ستاروں مثلاً مولانا مفتی فقیر اللہ، مولانا فضل اللہ اور حضرت حافظ محمد صالحؒ جیسے اکابرین کی خدمت میں رہے۔ ان قدسی صفات بزرگوں کی صحبت سے آپ نے بہت فائدہ پایا۔ اس کے بعد پنجاب کے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے دورۂ حدیث کیلئے برصغیر کی اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہوئے۔ چونکہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ انگریزوں کی قید مالٹا سے آزاد ہو کر آ چکے تھے۔ اس لئے شیخ الہندؒ کا ارادہ یہ تھا کہ وہ بخاری شریف خود پڑھائیں گے لیکن جذبیہ مالٹا کی قید سے واپسی کے بعد آزادی وطن کی جد و جہد میں آپ ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ مالٹا کی سختیاں اور اس کے بعد آزادی وطن کی جد و جہد کے لئے دن رات ایک کرنے کی وجہ سے شیخ الہندؒ سخت بیمار ہو کر جلد ہی انتقال فرما گئے۔ اس لئے مولانا محمدؒ نے دورۂ حدیث کی کتب خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا حافظ احمدؒ ابن حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، علامہ میاں اصغر حسینؒ اور شیخ الفقہ مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ سے پڑھ کر دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تمام اساتذہ نے اپنے اس لائق شاگرد کی ہونہاری، قابلیت اور ذہانت سے متاثر ہو کر سند پر انتہائی تعریف کے الفاظ لکھے۔ دوران تعلیم آپ علامہ

انور شاہ کشمیریؒ کی تقریر ترمذی بھی نقل فرماتے رہے جس کا نام آپ نے نطق الانور رکھا۔ بیعت آپ کے استاد مولانا مفتی فقیر اللہؒ نے دوران تعلیم ہی آپ کو شیخ الہندؒ کے ہاتھ پر بیعت کرا دیا تھا۔ آپ خالی اوقات میں حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے فیوض سے مستفید ہوتے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی وفات کے بعد آپ نے محدث عصر علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھوڑے ہی عرصے میں علامہ کشمیریؒ آپ کو خلافت عطا فرمائی اسی وجہ سے آپ نسبت انوری سے مشہور ہوئے۔ بعد ازاں قطب الاقطاب حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے بھی سب سے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے

"تردید مرزائیت اور مولانا محمد انوری" علامہ انور شاہؒ تردید مرزائیت میں غیر معمولی دلچسپی تاریخی مقدمہ بہاول پور میں شرکت کے لئے بہاول پور تشریف لے گئے۔ اور قادیانیت کا تار و پود بکھیر کر مرزائیوں کو علمی دنیا میں منہ اٹھانے کے قابل نہ چھوڑا۔ آپ چونکہ علامہ کشمیریؒ کے چند خاص شاگردوں میں سے تھے۔ اس لئے آپ بھی اپنے استاد کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے چنانچہ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے تردید مرزائیت کی طرف توجہ کی اور جلد ہی ہندوستان بھر میں قادیانیوں کے ساتھ مناظرے میں خوب شہرت حاصل کی علمی استدلال، ادبی نکات، متین و سنجیدہ بحث آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں چنانچہ اسی وجہ سے خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے قادیانیوں کے خلاف "تاریخی مقدمہ بہاول پور میں حضرت مولانا محمد انوریؒ کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ اس مقدمہ میں خدا کے فضل سے مسلمان کامیاب ہو گئے"۔ اس کے بعد بھی حضرت مولانا محمد انوریؒ نے مرزائیوں کے خلاف بے شمار مناظروں میں حصہ لیا اور خدا کے فضل و کرم سے فتح و نصرت نے ہمیشہ آپ کے قدم چومے اسی سلسلے میں آپ نے ردقادیانیت نامی ایک کتاب لکھی جسے دیکھ کر امام العصر مولانا انور شاہ نے بے حد پسند فرمایا، اور دوسرے اکابر علماء کو بھی اس کتاب سے متعارف کرایا۔

تردید مودودیت

حضرت مولانا محمد انوریؒ کو خدا نے گہری بصیرت اور دور اندیشی عطا فرمائی تھی۔ موجودہ زمانے کے فتنوں پر آپ کی گہری نظر تھی۔ چنانچہ مودودی صاحب نے جب اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کے خلاف اسلام کے نام پر اپنے گمراہ کن خیالات و نظریات کا پرچار شروع کیا تو مولانا محمد انوریؒ نے فوراً ہی عوام کو اس تنظیم کی پر فریب چالوں سے بچانے کے لئے مدلل انداز میں مودودی صاحب کا علمی تعاقب کیا۔ اور اس سلسلے میں کئی کتابچے مثلاً مودودی صاحب اور ان کی جماعت مودودی صاحب کی تحریک مسلمانوں کے لئے گمراہ کن ہے۔ اس میں مودودی صاحب اور مرزائے قادیانی کے تحریری عقائد کا موازنہ کر کے ثابت کیا ہے کہ مودودی صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ اور مودودی صاحب کا اسلام وغیرہ تصنیف کر کے شائع کئے اور عوام میں مفت تقسیم کئے اور نہ صرف خود بلکہ دوسرے اکابر علماء مثلاً شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ وغیرہ حضرات کو اس طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ آپ کے توجہ دلانے پر ان حضرات نے مودودی صاحب کے غلط عقائد سے عوام کو آگاہ کیا۔ علاوہ ازیں قطب العالم حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کی مجلس میں جب قادیانیت، مودودیت اور دیگر مسائل کے بارے میں استفسار کیا جاتا تو حضرت رائے پوریؒ مولانا محمد انوریؒ کو مسائل کے جواب دینے کے متعلق ارشاد فرماتے۔ آپ ایک دقیق النظر مفتی اور فقیہہ بھی تھے آپ کا محققانہ انداز مسئلہ کے بارے میں مسائل کی تشفی کر دیتا اسی وجہ سے برصغیر کے اکابر فقہاء اور مفتی آپ کے فتووں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ مثلاً مولانا مفتی فقیر اللہؒ، مولانا خیر محمدؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ جیسے اکابر نے متعدد بار آپ کے فتووں کی تصدیق و تائید فرمائی۔

آپ کی محققانہ شان

ایک دفعہ آپ حضرت رائے پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے ابتدائی کتابوں کے ایک استاد حضرت مولانا کریم بخشؒ صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور حضرت رائے پوری سے کہہ رہے تھے کہ آپ خلافت سنت ذکر کراتے ہیں۔ مفرد ذکر "اللہ، اللہ" تو بدعت ہے حضرت رائے پوریؒ نے مولانا محمد انوریؒ کو حکم دیا کہ تم اس بات کا جواب دو تو مولانا محمد انوریؒ نے عرض کیا کہ مسلم شریف میں صحیح حدیث موجود ہے لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالُ فِی الْاَرْضِ اللّٰہُ اللّٰہُ تو کیا نبی اکرمؐ کا یہ فرمان بدعت ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث ترمذی شریف میں بھی موجود ہے اور امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ عرف الشذی میں فرماتے ہیں۔ فَعُلِمَ مِنْهُ اِلَّا سْمُ الْمُفْرَدُ اَیْضًا ذِکْرٌ۔ یعنی

اس سے معلوم ہوا کہ صرف لفظ اللہ اللہ بھی ذکر ہے نیز شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے القول الجمیل میں قادری سلسلہ والوں کا طریقہ ذکر یہ بتلایا کہ ان کے ہاتھ آٹھ تسبیح پہلی پانچ لفظ اللہ اللہ اسم ذات کی اور تین لا الٰہ الا اللہ کی ہیں نیز جب امیہ ابن خلف حضرت بلالؓ پر ظلم و ستم کرتا تو آپ احد، احد کا نعرہ لگاتے نیز تفسیر عزیزی اور الیواقیت الجواہر کے بھی حوالے دیئے اور فرمایا کہ ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اسم ذات اللہ، اللہ بدعت نہیں ہے بلکہ سنت ہے حضرت رائے پوریؒ آپ کی علمیت اور استحضار پر بہت خوش ہوئے اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ کو بھی یہ واقعہ بتلایا۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں کسی گاؤں سے چند دیہاتی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت کنوئیں میں سؤر (خنزیر) گر پڑا ہے اس کے لئے کیا کیا جائے آپ نے ان کے ہاتھوں کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ یہ جو تم کھا رہے ہو یہ خنزیر سے کم ہے؟ ان کے ہاتھ میں چنے کے سبز پودے تھے جو ظاہر ہے کہ انہوں نے بلا اجازت راستے میں کسی کے کھیت سے اکھاڑے ہوں گے آپ نے طریقے سے سمجھایا کہ کسی کی چیز بلا اجازت لینا جائز نہیں۔

مسجد انوری اور مدرسہ تعلیم الاسلام

قیام پاکستان کے بعد آپ لائل پور شہر میں تشریف لائے اور محلہ سنت پورہ میں قیام پذیر ہوئے۔ یہاں انہوں نے محدث عصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی یاد میں مسجد انوری کے نام سے ایک عالی شان مسجد تعمیر کی اور درس قرآن و درس حدیث کے ذریعے عوام کی اصلاح و تربیت اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اور جمعہ و نماز ہائے پنجگانہ کا اہتمام فرمایا۔ علاوہ ازیں اپنے گھر میں ہی بچوں اور بچیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دینی تعلیم کا اہتمام فرمایا جس کا سلسلہ آپ کے ہاں تقسیم ملک سے قبل مشرقی پنجاب میں بھی جاری تھا۔ اس مدرسے میں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کے علاوہ فقہ، حدیث اور تفسیر علوم عالیہ کے پڑھانے کا بھی انتظام تھا۔ قرآن پاک کی بچوں کو تعلیم کے لئے چار یا پانچ مدرس ہوتے جن کی تنخواہوں اور دوسرے خرچ کے کفیل حضرت مولانا محمد انوریؒ خود تھے۔ اس کے لئے کبھی بھی کسی سے چندہ نہیں مانگا۔ اور اگر کسی نے خود بخود دے دیا تو انکار نہیں فرمایا۔ لڑکیوں کے لئے حضرت کی اہلیہ اور صاحبزادیاں تعلیمی فرائض سرانجام دیا کرتیں جب کہ تفسیر حدیث فقہ وغیرہ علوم حضرت خود اکیلے ہی پڑھاتے۔ اس طرح حضرت انوری کے فیض سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں بچوں بچیوں کو فیض پہنچا۔ اب بھی آپ کا قائم کردہ یہ ادارہ حسب سابق حضرت کے قابل فخر صاحبزادوں کے زیر اہتمام خاموشی سے اپنی مثبت دینی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔

اتباع سنت و محبت نبوی

حضرت اقدس مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ انتہائی متبع سنت بزرگ تھے۔ آپ جیسا متبع سنت بزرگ بہت کم دیکھنے کو ملے گا۔ آخری چند سالوں میں فالج و شوگر وغیرہ مختلف قسم کی بیماریوں نے آپ کو مجموعہ مصائب و آلام بنا دیا تھا اور آپ انتہائی نحیف و نزار نظر آتے تھے لیکن جونہی آدمیوں کے سہارے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے جاتے حالانکہ مسجد حضرت کے گھر سے کافی دور ہے جب تک آپ مسجد میں جانے کی تھوڑی سی بھی سکت پاتے رہے تو آپ کی یہی کوشش رہی کہ مسجد کے بغیر نماز ادا نہ ہو لیکن وفات سے چند ماہ پیشتر جب آپ بہت ہی کمزور ہو گئے اور مسجد جانے کی معمولی سکت بھی نہ رہی تو آپ نے آپ نے اپنے گھر ہی با جماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام فرمایا۔

کرامت

حضرت سہل بن عبد اللہؒ کے متعلق آتا ہے کہ آپ نشست و برخواست سے لاچار ہوتے لیکن جونہی نماز کا وقت ہوتا جسم میں قوت عود کر آتی اور نماز کی ادائیگی کے بعد آپ پر پہلی حالت عود کر آتی۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد انوریؒ کو دیکھا کہ جب آپ میں اٹھنے بیٹھنے کی بھی سکت نہ رہی تو آپ کو وضو کرا کے کوئی صاحب کھڑا کر دیتے گھر میں بھی جماعت ہوتی چنانچہ اپنے خالق کی یاد آپ کو ہر قسم کی تکلیف سے چھٹکارا دلا دیتی اور چند لمحوں کے لئے آپ کے جسم میں نہ معلوم کہاں سے طاقت آ جاتی کہ تمام نماز کھڑے ہو کر ادا فرماتے آجاتی آپ پر ضعیف و ناتوانی کی پہلے والی کیفیت طاری ہو جاتی اور سہارے کے بغیر ہلنا جلنا بالکل دشوار ہو جاتا (۲) اسی طرح کا واقعہ رمضان المبارک اور خصوصاً لیلۃ القدر کے موقع پر آپ کو پیش آتا کیونکہ آپ پر فالج کا حملہ ہو چکا تھا۔ جس سے زبان بالکل بند ہو گئی علاج سے کچھ افاقہ تو ہوا لیکن پھر بھی بات کرنے میں آپ کو بڑی دقت ہوتی جسے خدام بڑی مشکل سے سمجھتے اور لیلۃ القدر میں آپ ڈیڑھ دو گھنٹے فضائل قرآن پاک اور لیلۃ القدر وغیرہ کے موضوع پر تقریر فرماتے جو کہ ایسی فصاحت و بلاغت سے بھرپور ہوتی کہ معلوم ہوتا کہ یہ بیماری آپ کو کبھی در پیش ہی نہیں ہوئی۔

علاوہ ازیں رمضان المبارک میں اپنے پانچوں صاحبزادوں

ہے جو کہ خدا کے فضل سے تمام عالم باعمل حافظ اور حاجی بھی
ہیں مختلف اوقات میں اس نے سوا سوا پارہ قرآن پاک سننے
یہ قرآن پاک سننے کا کام بھی آخری دم تک چلتا رہا۔
نبی اکرمؐ کا نام زبان پر انتہائی عقیدت و الفت سے لیتے
اور اگر کسی دوسرے کی زبان پر آپؐ کا نام آتا تو رقت طاری
ہو جاتی۔ آپ نے شیخ قطب العالم حضرت رائے پوری کا
ذکر بھی پرانی یادوں کو تازہ کر دیا جس سے رقت طاری ہو
جاتی (۳) جب ۱۹۶۵ء کی جنگ شروع ہوئی تو حضرت
انوریؒ نے اپنے نور بصیرت سے فرمایا کہ موجودہ جنگ میں
مسلمان جیت جائیں گے لیکن اس کے بعد اگر جنگ ہوئی
تو مرزائیوں کی غداریوں اور ریشہ دوانیوں کی بنا پر وہ جنگ مسلمانوں
کے لئے انتہائی تباہ کن ہوگی۔ آخر وہی بات ہوئی جس کا خدشہ
تھا ساری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کلیدی عہدوں
پر فائز مرزائیوں کی غداریاں کیا رنگ لائیں قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

اخلاق وعادات

حدیث پاک میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک یہی سمجھتا
تھا کہ جیسی محبت اور تعلق نبی اکرمؐ کا مجھ سے ہے اور کسی سے
نہیں۔ چونکہ حضرت مولانا محمدؒ اسماً و اخلاقاً آقائے
نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کار تھے۔ اس لئے آپ کو
اخلاق نبوی سے بھی حصہ وافر عطا ہوا تھا۔ آپ کی خدمت
میں جانے والا ہر انسان بھی یہی سمجھتا جیسا کہ تعلق حضرت
کو میرے ساتھ ہے ایسا اور کسی کے ساتھ نہ ہوگا۔ غریب
و امیر آقا و گدا کی یہاں کوئی تمیز نہ تھی جو لوگ تحائف و
ہدایا لے کر لوگ آتے وہ پاس بیٹھنے والوں کو عطا فرماتے جاتے
بقول سعدیؒ : چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست
دینی معاملات میں کسی کی رو رعایت نہ فرماتے ایسے مواقع پر آپ
سراپا جلال بن جاتے، بچوں سے انتہائی شفقت اور محبت
فرماتے دوسری جگہوں میں پیروں کی خدمت لوگ کرتے لیکن
حضرت انوریؒ کا انداز ہی نرالا تھا جب کبھی ہوتی آپ
کی بخشش سخاوت کے نئے نئے واقعات دیکھنے میں آتے۔
قرآن پاک حفظ جب ختم کے قریب ہوا تو ہم حضرت کی
خدمت میں دعا کرانے کے لئے حاضر ہوئے اور ساتھ ہی سات
آٹھ سیر کے قریب مٹھائی بھی لیتے گئے حضرتؒ نے تقریباً
پانچ سیر مٹھائی اپنی گرہ سے منگوا کر اس میں شامل فرمائی۔

نماز جمعہ کے بعد قرآن پاک ختم کرانے کے بعد استاذم جناب
قاری سعید احمد مدظلہ اور مجھے بہت دعاؤں سے نوازا
اور بعد نماز مغرب جب کہ آپ کی خدمت میں ایک دو
خدام کے علاوہ اور کوئی حاضر نہ تھا راقم الحروف کو بلا کر
مدینہ طیبہ کی کھجوریں، مدینہ طیبہ کا ایک نفیس رومال اور
جوڑا کپڑوں کا عنایت فرمایا اور دیر تک نصائح فرماتے
رہے دوسرے دن راقم آثم کو فارسی نظم کا رسالہ کریما شروع
کرایا، علاوہ ازیں جب بھی راقم حاضر ہوتا تو شفقت و
محبت کی حد کر دیتے اور ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے
درگزر فرماتے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں آدھ سیر تین پاؤ
انگور آئے وہ سب کے سب حضرتؒ نے مجھے عنایت فرما
دیئے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے بازار سے انگور وغیرہ پھل
منگوا کر سب حاضرین کو فرمایا کہ کھاؤ راقم تھوڑا سا پیچھے سرک
گیا لیکن حضرتؒ نے سب کے ساتھ شریک ہونے کا ارشاد
فرمایا میں نے عرض کیا کہ حضرت میرے پاس تو پہلے ہی انگور
پڑے ہیں اصرار سے فرمایا کوئی بات نہیں وہ پھر کھا لینا اور
اس وقت سب لوگوں کے ساتھ یہ پھل کھاؤ اور یہ تو اکثر
ہوتا کہ کوئی چیز موجود ہوتی اور راقم حاضر ہوتا تو فوراً
عنایت فرما دیتے اور دوسرے حضرت کی خدمت میں
حاضر ہونے والوں کو بھی دیکھا کہ جو ایک دفعہ حاضر ہوا
حضرت کے اخلاق کریمانہ کا گھائل ہو کہ بار بار حاضر ہوتا۔

اولاد

حضرت شیخ المشائخ، مولانا محمد انوریؒ کے سات
صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔
جو کہ خدا کے فضل اور حضرتؒ کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کی بنا پر
سب کے سب نیک طینت خوش اخلاق اور عالم باعمل
حافظ قرآن اور متبع سنت ہیں۔

۱۔ سب سے بڑے مولانا عبد الرحمٰنؒ تھے جو کہ مئی ۱۹۴۸ء
کو بعمر ۲۵ سال فوت ہوئے اور لائل پور بڑے قبرستان
میں دفن ہوئے

۲۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ موصوف اب
تمام بھائیوں میں سب سے بڑے انتہائی نیک صورت و
نیک سیرت ہیں عالم باعمل، حافظ اور حاجی بھی ہیں حضرتؒ
کی نماز جنازہ آپ نے ہی پڑھائی۔

۳۔ حبیب الرحمٰن یہ بچپن میں ہی صرف چھ ماہ کی عمر

ہیں انتقال فرما گئے۔

۴۔ حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب مدظلہ جانشین شیخ المشائخ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد انوریؒ موصوف بھی عالم باعمل شیخ طریقت حافظ و قاری اور شعلہ بیان مقرر ہیں۔

۵۔ حضرت مولانا مسعود الرحمٰن مدظلہ انتہائی نیک سیرت سادہ طبیعت مستقل مزاجی سے دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں

۶۔ حضرت مولانا مقبول الرحمٰن صاحب مدظلہ بڑے بہترین مقرر اور شعلہ نوا خطیب پہلے ڈی ٹائپ کالونی لائل پور میں اور اب جامع مسجد طیر کراچی میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۷۔ حضرت مولانا ایوب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ عالم فاضل انتہائی نیک طبیعت سب بھائی ماشاء اللہ شریعت و طریقت علم و عمل کردار و گفتار کے لحاظ سے ماشاء اللہ قابل رشک ہیں۔

تصنیفی خدمات استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد انوریؒ اپنی ذات میں ایک انجمن اور ایک ادارہ تھے۔ اگر ایک طرف آپ طریقت کے میدان میں لوگوں کے زنگ آلود دل صاف کر رہے ہیں تو دوسری طرف میدان تحریر و تقریر میں بھی لوگوں کے عقائد و نظریات کی تصحیح کا علم سنبھالے نظر آتے ہیں۔ آپ بلند پایہ مضامین دار العلوم دیوبند کے ترجمان دار العلوم۔ بینات اور دیگر علمی مجلات میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے مستقل تصانیف بھی لکھیں۔

(۱) نفحات الطیب فی ذکر النبی الطیب ۳۰۰ صفحات (عربی) (۲) تعلیق الانور تقریر ترمذی علامہ انور شاہ (۳) السنن و الآثار (۴) الحج المقبول (۵) انوار انوری (۶) الجمالہ ڈاڑھی کے متعلق۔ (۷) الصلوٰۃ (۸) خاتم الانبیاء (۹) حیات انور (۱۰) البدر و المطالع علی شمس بازغہ (۱۱) البشارات فی حل الاشارات (۱۲) ملفوظات حضرت رائے پوری (۱۳) سوانح حضرت رائے پوری (۱۴) خلفائے حضرت رائے پوریؒ (۱۵) تقلید کیا ہے (۱۶) مسئلہ حیات النبیؐ (۱۷) خاتم النبیین (۱۸) اربعین من احادیث النبی الامین (۱۹) احادیث الحبیب المشترکہ (۲۰) چہل حدیث (۲۱) مکتوبات بزرگان (۲۲) آئینہ شیعہ (۲۳) رد قادیانیت (۲۴) مودودی صاحب اور ان کی جماعت (۲۵) مودودی صاحب کی تحریک مسلمانوں کے لئے گمراہ کن ہے (۲۶) مودودی صاحب کا اسلام (۲۷) مسائل قربانی و عید الاضحیٰ (۲۸) دفن کے بعد

دفن کے لیے اہل سنت کو قبر سے نکالنا جائز ہے ... علاوہ ازیں اور بہت سے مضامین اور فتوے ہیں جو کہ مستقل تصنیف کا درجہ رکھتے ہیں۔ شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ حضرت مولانا محمد انوریؒ پر فالج کے دو حملے ہو چکے تھے۔ علاوہ ازیں آپ شوگر وغیرہ بیماریوں میں مبتلا تھے جن کی بنا پر کمزوری اور نقاہت حد سے تجاوز کر چکا تھا ۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء کو آپ پر بعد نماز جمعہ دل کا شدید دورہ پڑا اس کے بعد بھی آپ پر دل کے دورے پڑتے رہے تاآنکہ ۲۲ جنوری ۱۹۷۰ء کو آسمان علم و عمل کا یہ آفتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ شام تقریباً ساڑھے چار بجے اقبال پارک دھوبی گھاٹ کے میدان میں اس مرد حر کی نماز جنازہ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ تقریباً ڈیڑھ دو لاکھ انسانوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جن میں بڑے بڑے مشائخ۔ دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین اور ہر مکتبۂ خیال کے لوگ شامل تھے۔

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے دو کتابیں ارسال کریں۔
تبصرہ باری پر ہو گا

شہادۃ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درجہ کے انسان ہیں اور جس حیثیت کے مسلمان ہیں اس کے لیے قرآن و حدیث کے دلائل اتنے ہیں کہ ان کا جمع کرنا بھی مشکل ہے لیکن وہ ذات اقدس جس سے بفرمانِ حدیث نبوی فرشتے شرم کھاتے تھے آج پدر مادر آزاد قلمکار شرم نہیں کھاتے اور اس عظیم ترین انسان پر کیچڑ اچھالنے کو تحقیق کا نام دیتے ہیں۔

تاہم لکل فرعون موسیٰ کے اصول کے پیش نظر ہر دور اور ہر زمانے میں ایسے لوگ موجود رہے اور ہیں جنہوں نے ہر طرح سے اہل زیغ و ضلالت کا مقابلہ کیا۔ اور ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا پردہ چاک کیا۔

جناب حکیم فیض عالم صاحب صدیقی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں جو حق کی حمایت کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں۔ موصوف جو اس سے قبل کئی ایک تحقیقی کتابیں لکھ کر اہل انصاف سے داد حاصل کر چکے ہیں نے اپنی اس تازہ کتاب میں سیدنا عثمانؓ کی سیرت و کردار پر بڑی خوبصورتی اور تحقیق سے قلم اٹھایا اور فتنہ سبائیت کی حقیقت کو الم نشرح کر کے بقول یوسف سلیم چشتی فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

ہم پڑھے لکھے لوگوں سے گذارش کریں گے کہ وہ جماعتی اور گروہی تعصب سے الگ ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ خدا کرے کہ یہ کاوش ان غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث بن جائے۔

قیمت ۔/۵ روپے کتابت طباعت مناسب اور نفیس ہے۔ ملنے کا پتہ:

پاک اکیڈمی ۱۳۱/۱ وحید آباد کراچی ۱۸۔

فیصلہ کن مناظرہ!

انگریز اپنے ساتھ جو منحوس اثرات لایا بلکہ جاتے جاتے بھی جو اثرات چھوڑ گیا ان کی فہرست تو بہت طویل ہے جن کو شمار کرائے بغیر محض ایک چیز کی طرف اشارہ کرنا ہے اور وہ ہے فتنۂ تکفیر۔

اس فتنہ کے سرخیل بریلی کے جناب احمد رضا خان صاحب تھے۔ جنہوں نے اس فتنہ کو اتنی ہوا دی کہ حرمین شریفین تک جا پہنچے اور اہل حق و صداقت کے خلاف وہاں سے جھوٹا فتویٰ لائے۔ الحمد للہ کہ بہت جلد علماء و فضلاء حرمین کو حقیقت حال کا علم ہو گیا اور انہوں نے علماء حق سے رابطہ قائم کر کے ایک ایسی دستاویز کے مرتب کرنے کا اہتمام کر دیا جو رہتی دنیا تک اہل بدعت کے منہ پر طمانچہ ہو گی۔ لیکن شرم چہ کتیست کہ پیش مردم آید۔ اس کے باوجود خاں صاحب اور ان کے رفقاء و اعوان اس منحوس مشغلہ میں مصروف رہے اور پورے ملک کی فضا مسموم کر دی۔ اس سارے پروگرام کے پس پشت یہ منحوس جذبہ کارفرما تھا کہ چونکہ اہل حق و صداقت انگریزی طاقت کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اس لیے انہیں عوام کی نظر میں غدار کر دیا جائے۔ تاہم قدرت نے اہلِ حق کی طرف سے دفاع کرنے والے حضرات کو میدان میں لا کھڑا کیا جس کی وجہ سے خاں صاحب کا منصوبہ پروان نہ چڑھ سکا۔ ان دفاع کرنے والوں میں مولانا محمد منظور نعمانی کا نام سرفہرست ہے۔ موصوف نے فتنۂ تکفیر کے علمبرداروں سے اتنے مناظرے کئے اور ان کی حقیقت واضح کرنے پر اتنا کچھ لکھا کہ یار لوگ میدان چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

۱۹۳۳ء میں لاہور میں ایک ایسے مناظرہ کا اہتمام کیا گیا جس کے ثالث علامہ اقبال، علامہ رومی اور

شیخ صادق امرتسری سمجھے۔ اس مناظرہ کے بعد مولانا ثناء اللہ نے ایک مفصل بیان جاری کیا یا مرزائی میدان میں نہ آسکے تو اس بیان کو چھپوا دیا گیا۔ یہ بیان عرصے سے نایاب تھا۔ اب مکتبہ مدنیہ یا شاید جدید کوجرانوالہ نے بڑے خوبصورت انداز میں اسے چھپوایا ہے۔ کتابت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ موتیوں کی مالا تیار کی گئی ہے اور کاغذ و طباعت کے معاملہ میں انتہائی خوش ذوقی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ان ساری خوبیوں کے باوجود قیمت محض -/۲ روپے ہے۔

برگِ گل کا تعلیمی پالیسی نمبر

گورنمنٹ اردو کالج کراچی کا مجلہ برگ گل کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ حال ہی میں رسالہ کے باہمت ارباب حل و عقد نے اس کا تعلیمی پالیسی نمبر شائع کیا ہے جو عام رسالہ سائز کے ۴۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور خوبصورت سرورق جدا۔

رسالہ کے نگران جناب پروفیسر محمد ایوب قادری ہیں جو ملک کے گنے چنے صاحب نظر و تحقیق سکالروں میں سے ہیں۔ تاریخ موصوف کا خاص موضوع ہے اور اس سلسلہ میں ان کی متعدد کتابیں مارکیٹ میں آچکی ہیں۔ ہر کتاب ان کے وسعت مطالعہ، دقتِ نظر اور ذوقِ تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

علاوہ ازیں ملک کے صفِ اول کے رسائل و مجلات میں ان کے قیمتی مقالے اکثر و بیشتر شائع ہوتے رہتے ہیں۔

اس رسالہ میں پاکستان کی موجودہ تعلیمی پالیسی کے متعلق چند مضامین ہیں۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام تعلیم و تربیت پر ایک قیمتی مضمون ہے۔

کل ۶۱ مضامین ہیں جن میں سے بعض برصغیر کے معروف عالم تعلیمی اداروں مثلاً" دارالعلوم دیوبند، جامعہ عثمانیہ، ندوۃ العلماء، سندھ مدرسۃ الاسلام وغیرہ سے متعلق ہیں تو بعض نامور تعلیمی شخصیات سے متعلق۔ پھر انگریز کی تعلیمی پالیسی پر مضامین ہیں تو دورِ مغلیہ اور اسپین میں مسلمانوں کے علمی کارناموں کا بھی تذکرہ ہے۔

الغرض اس رسالہ میں آپ کو تعلیم کے سلسلہ میں اتنا مواد یکجا مل جائے گا کہ شاید کسی دوسرے رسالہ میں نہ مل سکے۔

ہماری خواہش ہے کہ کوئی لائبریری اس رسالہ سے خالی نہ رہنی چاہیے اور کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسا نہ ہو جو اس سے محروم رہے اور جب کہ یہ رسالہ ہے بھی ایک تعلیمی ادارہ کا۔ تو اس کی بھرپور سرپرستی اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ادارہ زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔

بقیہ : اداریہ

دخل نہیں اور نہ یہاں وسائل کی بات ہے۔ کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ۔

اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہم اس طرح تباہ ہو جائیں گے اور کوئی ہماری اجتماعی لاش پر دو آنسو بہانے والا بھی نہیں ہوگا۔

الحذر، الحذر، الحذر

علا ۹ رجب ۱۳۹۶ھ

بقیہ : حضورؐ کے مرغوبات

کر دیا کہ میں اپنے صاحب کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ صاحب سے مراد حضرت جبرئیل یا امام صحابہ کرام یا اہل خانہ کیونکہ بدبو سے ہر ایک کو تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ مقام مرالظہران میں پیلو توڑ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا، کالے کالے توڑو وہ بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ اس وقت کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ نے بکریاں بھی چرائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کوئی نبی بھی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

منظور شدہ ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹ ۱۶۳۳۱ مورخہ ۴ مئی ۱۹۵۶ء ۲۔ پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۸۱-۲۴۷ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء محکمہ تعلیم ۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۲۰۶۶۷-DDA9 مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو ۲۰/۹.M-۱۵۲۱۰ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۶۷ء

مولانا عبیداللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریس میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔